

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلاصہ تفسیر قرآن (پارہ نمبر:3)

تیسرے پارے میں دوسورتیں ہیں: سورۃ البقرۃ کا آخری حصہ اور سورۃ آل عمران کا ابتدائی حصہ۔
تیسرے پارے کے آغاز میں اہم ترین آیت آیۃ الکرسی ہے۔

آیۃ الکرسی کی فضیلت:

آیۃ الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تذکرہ ہے، اس میں 7 بار اللہ تعالیٰ کا نام ذکر ہوا ہے۔
آیۃ الکرسی کا مسلمان کی زندگی اور اسے شیاطین سے محفوظ رکھنے میں بڑا اہم کردار ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ اسے دن رات میں کئی مرتبہ پڑھتے تھے۔

آیۃ الکرسی پڑھنے کے مسنون مواقع:

① صبح اور شام کے اذکار میں۔
② ہر فرض نماز کے بعد۔ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص فرض نماز کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے آیۃ الکرسی پڑھ لیتا ہے، اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت رہ جاتی ہے، یعنی ادھر موت آئے گی، ادھر وہ جنت میں چلا جائے گا۔

[عمل الیوم و اللیلۃ للنسائی:100]

③ رات کو سونے سے پہلے۔ حدیث میں ہے:
جو شخص سونے سے پہلے اس کی تلاوت کر لیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ساری رات آپ کو شیاطین کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔

مردوں کے زندہ ہونے کے واقعات:

سورۃ البقرۃ میں مردوں کے زندہ ہونے کے پانچ واقعات بیان کئے گئے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں لوگوں کے سامنے اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کیا:
① موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے 70 سرداروں کو کوہ طور پر لے کر گئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ جب ان کے سامنے تورات ملے گی تو یہ سردار قوم کے سامنے اس کی گواہی دیں گے۔ مگر جب کتاب ملی تو انھوں نے خود ہی ماننے سے انکار کر دیا اور کہا: اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے آئے، پھر ہمارے سامنے کتاب دے، تب مانیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ان پر غضب ہوا اور انھیں موت دے دی گئی۔ لیکن اب ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام انھیں لے کر آئے تھے، وہ سب مر گئے ہیں، اب موسیٰ علیہ السلام قوم کو کیا جواب دیں گے؟۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں پھر سے زندہ کر دیا، جیسا کہ ارشاد ہے:

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (سورة البقرة:55/56)

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز تیرا یقین نہ کریں گے، یہاں تک کہ ہم اللہ کو کھلم کھلا دیکھ لیں، تو تمھیں بجلی نے پکڑ لیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ پھر ہم نے تمھیں تمھارے مرنے کے بعد زندہ کیا، تا کہ تم شکر کرو۔

② گائے والا واقعہ جو آپ تفصیل سے سماعت فرما چکے ہیں۔

③ تیسرا واقعہ دوسرے سپارے میں ہے، ایک قوم پر دشمنوں نے حملہ کیا، یہ ہزاروں کی تعداد میں تھے، مگر ہزاروں کی تعداد میں ہونے کی باوجود انہوں نے مزاحمت نہ کی بلکہ موت کے خوف سے وہاں سے بھاگ نکلے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے دی اور بعد میں پھر زندہ کر دیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ (سورة البقرة:243)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے، جب کہ وہ کئی ہزار تھے تو اللہ نے ان سے کہا مر جاؤ، پھر انہیں زندہ کر دیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

④ تیسرے پارے میں مسلسل دو واقعات ہیں، ایک شخص ایک ویران بستی سے گزرا، جہاں لوگوں کی لاشیں اور ہڈیاں پڑی تھیں۔ معروف قول کے مطابق وہ سیدنا عزیر علیہ السلام تھے، انھوں نے کہا: اللہ اس بستی کو کیسے زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالی نے اسے اور اس کی سواری کو موت دے دی، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[البقرة : 259]

یا اس شخص کی طرح جو ایک بستی پر گزرا اور وہ اپنی چھتوں پر گری ہوئی تھی، اس نے کہا اللہ اس کو اس کے مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ تو اللہ نے اسے سو سال تک موت دے دی، پھر اسے زندہ کیا، فرمایا: تو کتنی دیر رہا ہے؟ اس نے کہا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا ہوں۔ فرمایا: بلکہ تو سو سال رہا ہے سو اپنے کھانے اور پینے کی چیزیں دیکھ کہ بگڑی نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ اور تا کہ ہم تجھے لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور ہڈیوں کو دیکھ ہم انھیں کیسے اٹھا کر جوڑتے ہیں، پھر ان کو گوشت پہناتے ہیں، پھر جب اس کے لئے واضح ہو گیا تو اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

⑤ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ قیامت کے دن لوگ کیسے زندہ ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا تو اس پر ایمان نہیں لاتا؟ ۔عرض کی کیوں نہیں لیکن اطمینان قلب کے لیے دیکھنا چاہتا ہوں ۔ یاد رکھیں، یہ صرف انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے، عام آدمی کے لیے غائب پر ایمان لانا فرض ہے، اللہ تعالیٰ نے واقعہ کو یوں بیان فرمایا:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورة البقرة:260)

اور ابراہیم نے کہا اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا، فرمایا: کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں اور لیکن اس لئے کہ میرا دل پوری تسلی حاصل کر لے، فرمایا پھر چار پرندے پکڑ اور انھیں اپنے ساتھ مانوس کر لے، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک حصہ رکھ دے پھر انہیں بلا، دوڑتے ہوئے تیرے پاس آ جائیں گے اور جان لے کہ بے شک اللہ سب پر غالب کمال حکمت والا ہے۔

○ آیات 254 سے 274 تک صدقات وخیرات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کا آغاز اس انداز میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ (سورة البقرة:254)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔

کیونکہ جب امامت عالم کا منصب امت محمد ﷺ کو عطا کیا گیا ہے، تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے معاشرے کے غریب اور کمزور لوگوں کا خیال رکھیں، اوران کا تعاون کریں:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ[البقرة : 261]

ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، ایک دانے کی مثال کی طرح ہے جس نے سات خوشے اگائے، ہر خوشے میں سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

○ صدقہ وہی قابل قبول ہے، جو خالص اللہ کے لیے کیا جائے۔ صدقہ کو دو چیزیں برباد کر دیتی ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ[البقرة : 264]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقے احسان رکھنے اور تکلیف پہچانے سے برباد مت کرو، اس شخص کی طرح اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کی مثال ایک صاف چٹان جیسی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر ایک زوردار بارش برسے، پس اسے ایک سخت چٹان کی صورت میں چھوڑ جائے، وہ اس میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں پائیں گے جو انھوں نے کمایا اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

○ اسی طرح صدقہ اس وقت قبول ہوگا، جب اپنی استطاعت کے مطابق بہترین چیز خرچ کی جائے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ[البقرة : 267]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم نے کمائی ہیں اور ان میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہیں اور اس میں سے گندی چیز کا ارادہ نہ کرو، جسے تم خرچ کرتے ہو، حالانکہ تم اسے کسی صورت لینے والے نہیں، مگر یہ کہ اس کے بارے میں آنکھیں بند کرلو اور جان لو کہ بے شک اللہ بڑا بے پرواہ، بے حد خوبیوں والا ہے۔

○ خیال کرنا شیطان غربت کا ڈر پیدا کر کے بندے کو صدقہ کرنے سے روکتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والے سے اپنے فضل کا وعدہ کرتا ہے۔

○ مال صرف ان لوگوں کو نہیں دینا چاہیے جو آپ کے دروازے پر مانگنے کے لیے آتے ہیں، یا جو غربت کے حوالے سے مشہور ہیں، بلکہ ان لوگوں کا خیال کرنا چاہیے جو لوگ اللہ کے راستے میں خدمات انجام دے رہے ہیں، ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے صدقہ کرنا چاہیے:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ[البقرة : 273]

(یہ صدقات) ان محتاجوں کے لئے ہیں جو اللہ کے لیے راستے میں روکے گئے ہیں، زمین میں سفر نہیں کر سکتے، ناواقف انھیں سوال سے بچنے کی وجہ سے مال دار سمجھتا ہے، تو انھیں ان کی علامت سے پہچان لے گا، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے، اور تم خیر میں سے جو خرچ کرو گے سو یقینا اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

○ آیات 275 سے 281 میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو غریب لوگوں کو صدقہ یا قرض دینے کے بجائے قرض کے راستے ان کا خون چوستے ہیں، اور سود کھاتے ہیں:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ [البقرة : 275]

وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں، کھڑے نہیں ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے کہا بیع تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا، پھر جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے کوئی نصیحت آئے پس وہ باز آ جائے تو جو پہلے ہو چکا وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو دوبارہ ایسا کرے تو وہی آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

○ اللہ تعالیٰ نے اصحاب المال کو ترغیب دی ہے کہ وہ غریب لوگوں کو ان کی ضرورتیں پوری کرنے کے

لیے انھیں قرض دیا کریں۔اور یہ تعاون کی آسان ترین صورت ہے۔اسی طرح غرباء کے تعاون کی ایک صورت انھیں ادھار چیز دینا ہے۔اور فرمایا: جب کسی کو قرض دیں یا کوئی چیز ادھار دیں،تو اسے لکھ لیا کریں، اور اس پر دو مردوں کو گواہ بنالیں،اگر دو مرد نہ ملیں،تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالیں۔

سورۃ البقرۃ کا خاتمہ:

سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات کی فضیلت:

○ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ البَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

جو شخص رات کو سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھ لے تو وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔

صحیح البخاری:5009

○ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ، أَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَلَا يُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ

اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا کرنے سے پہلے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس میں سے اس دو آیات نازل فرمائیں جن کے ساتھ سورۃ البقرۃ کا اختتام کی اور وہ کسی گھر میں تین راتیں نہیں پڑھی جائیں کہ شیطان اس کے قریب آسکے۔

صحیح۔سنن الترمذی:2882

○ سورۃ کا آغاز بھی ایمان سے کیا تھا،اور اختتام پر بھی ایمانیات کا تذکرہ کیا ہے،فرمایا:

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ[البقرة : 285]

رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی جانب سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور سب مومن بھی ،ہر ایک اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور کے رسولوں پر ایمان لایا۔ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے اور انھوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی ،تیری بخشش مانگتے ہیں اے ہمارے رب!اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس میں بطور خاص یہ تذکرہ کیا ہے کہ اہم اسلام انبیاء پر ایمان لانے میں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح

تخصیص نہیں کرتے کہ کچھ نبیوں پر ایمان لائیں اور کچھ کا انکار کر دیں۔

○ آخری آیت میں اسلام کے دو اصول بیان ہوئے ہیں:

① اسلام کا ہر حکم انسان کی طاقت کے مطابق اس پر فرض ہے، جو چیز اس کی طاقت میں نہیں، وہ اس پر فرض ہی نہیں ہے۔

② اسلام میں اسی کام پر پکڑ ہے جو خوب سوچ سمجھ کر کیا جائے جو کام بھول چوک سے ہو جائے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

سورۃ آل عمران کا خلاصہ

سورۃ آل عمران، سورۃ البقرۃ کے بعد سب سے بڑی سورت ہے، آل کا معنی ہوتا ہے بیوی بچے یا ماننے والے۔ عمران سیدہ مریم علیہا السلام کے والد ماجد اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے نانا جان کا نام ہے۔ سورۃ آل عمران میں سیدنا عمران کی بیوی، بیٹی مریم، اور نواسوں کی پیدائش کا تذکرہ ہے۔ اور ان کے داماد سیدنا زکریا علیہ السلام کا ذکر ہے۔

نجران کے علاقہ کے لوگ عیسائی مذہب کے پیروکار تھے، جب اسلام پھیلا تو انھوں نے سن 9 ہجری میں اپنے علماء کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحث و مباحثہ کی غرض سے بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا، تا کہ وہ اسلام کو قریب سے دیکھ لیں۔ ان سے عیسائی عقائد اور اسلام کے اصولوں پر بحث مباحثہ ہوا، اس وقت اس سورت کی ابتدائی 83 آیات نازل ہوئی، تقریباً تیسرے پارے کے آخر تک۔ سورۃ البقرۃ میں یہودیوں کے غلط عقائد اور بد اعمالیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، تو سورۃ آل عمران میں عیسائیوں کے غلط عقائد اور بد کرداریوں کا تذکرہ ہے، اور انھیں بتایا گیا ہے کہ یہود کے بعد عیسائیوں کو امامت عالم اور امامت کبریٰ عطا کی گئی تھی، مگر انھوں نے بھی یہود کی طرح اس کا حق ادا نہیں کیا، بلکہ دین کو خراب کرنے کی پوری کوشش کی ہے، اس لیے اب یہ منصب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو دے دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس بات کو ایک مثال سے واضح کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے کسی کام کے لیے ایک مزدور لے کر آیا، مزدور نے صبح سے ظہر تک کام کیا، لیکن کسی وجہ سے کام چھوڑ کر چلا گیا۔ مالک بازار سے دوسرا مزدور لے آیا، اس نے عصر تک کام ہے، اور بیچ میں چھوڑ کر چلا گیا۔ مالک تیسرا مزدور لے آیا۔ اس نے عصر سے شام تک کام کیا، کام مکمل کیا، اور پوری مزدوری لے کر چلا گیا۔ یہی مثال دین کی ہے، پہلے اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کی ذمہ داری یہود کو دی، انھوں نے ظہر تک کام کیا،

پھر اسے چھوڑ دیا، اللہ نے یہ کام عیسائیوں کے سپرد کردیا، انھوں نے عصر تک کیا اور بیچ میں چھوڑ کر الگ ہوئے۔ پھر اللہ نے یہ کام میری امت کے سپرد کیا، وہ اسے آخر تک پہنچائیں گے۔

عیسائیوں کو امامت ملنے کے بعد ان کا فرض تھا کہ وہ دین کی اشاعت اور اس کی تنفیذ کے لیے دن رات ایک کردیتے، لیکن انھوں نے حق اور باطل کو خلط ملط کردیا:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (سورة آل عمران: 70_71

اے اہل کتاب! تم کیوں اللہ کی آیات سے کفر کرتے ہو؟ حالانکہ تم خود گواہی دیتے تھے۔ اے اہل کتاب! تم کیوں حق کو باطل سے خلط ملط کرتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو۔

○ عیسائیوں کا خیال تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بہت قریبی اور اللہ سے محبت کرنے والے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (سورة آل عمران: 31_32

کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھیں تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ کہہ دے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو، پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

○ عیسائی کہتے ہیں کہ اللہ، مریم علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام مل کر خدا ہیں اور کائنات چلا رہے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں پہلے سیدہ مریم علیہا السلام کی پیدائش کا تذکرہ کیا، پھر ان سے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کیا۔ یہ بتانے کا مقصد یہ تھا کہ جو پیدا ہو وہ خدا نہیں بن سکتا، اللہ وہی ہوتا ہے جس کی صفت یہ ہے: لم یلد ولم یولد

○ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں، تو فرمایا یہ تو اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں:

إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (سورة آل عمران: 59

بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ نزدیک آدم کی مثال کی طرح ہے کہ اسے تھوڑی سی مٹی سے بنایا، پھر اسے فرمایا ہو جا، سو وہ ہو جاتا ہے۔

○ اگر عیسیٰ اس لیے خدائی کے درجہ پر فائز ہیں، تو آدم علیہ السلام کا تو باپ اور ماں دونوں ہی نہیں تھے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

① سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس آسمان سے بے موسم کے پھل آیا کرتے تھے۔

② جب وہ پھل سیدنا زکریا علیہ السلام نے دیکھے، تو دعا کی اے اللہ تو مریم کو بے موسم کے پھل دیتا ہے، تو مجھے بڑھاپے میں یعنی بے موسم کے اولاد بھی تو دے سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انھیں بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود اولاد سے سرفراز کیا:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (سورة آل عمران: 38_41

وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، کہا: اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو ہی دعا سننے والا ہے۔ تو فرشتوں نے اسے آواز دی، جب کہ وہ عبادت خانے میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ بے شک اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے، جو اللہ کے ایک کلمے عیسیٰ کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور اپنے آپ پر بہت ضبط رکھنے والا اور نبی ہوگا نیک لوگوں میں۔ کہا اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ جب کہ مجھے تو بڑھاپا آ پہنچا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ کہا اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی بنا دے؟ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین دن لوگوں سے بات نہیں کرے مگر کچھ اشارے سے اور اپنے رب کو بہت زیادہ یاد کر اور شام اور صبح تسبیح کر۔

③ پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر کے پیدائش، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا پیدائش کے فوراً بعد باتیں کرنا۔ اور ان کے معجزات، یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے معجزات کے متعلق فرمایا کرتے تھے:

وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (سورة آل عمران: 49

اور بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا کہ بے شک میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں کہ بے شک میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی شکل کی مانند بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتی ہے اور میں اللہ کے حکم سے پیدائشی اندھے اور برص والے کو تندرست کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور تمہیں بتا دیتا ہوں جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو ذخیرہ کرتے ہو، بے شک اس میں تمہارے لیے ایک نشانی ہے، اگر تم مومن ہو۔

ہمارے بعض بھائیوں کو بھی یہی غلطی لگی، انھوں نے بھی محمد ﷺ کے معجزات دیکھ کر انھیں اللہ کے منصب پر فائز کر دیا۔ العیاذ باللہ

○ یہود اور نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، عربوں کا بھی یہی دعویٰ تھا اور مسلمان بھی خود کو متبع ملت ابراہیم کہا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ (سورة آل عمران: 67_68

ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی، بلکہ ایک طرف والا فرمانبردار تھا اور مشرکوں سے نہ تھا۔ بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ قریب یقیناً وہی لوگ ہیں جنھوں نے اس کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور مومنوں کا دوست ہے۔

○ جب عیسائی علماء رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کا جواب نہ دے سکے اور حق ماننے پر آمادہ بھی نہ ہوئے ، تو اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کی آیت نازل فرمائی۔ مباہلہ کا معنی یہ ہوتا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں فریقین دوسرے کی بات ماننے پر ہرگز تیار نہ ہوں اور کسی فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں، تو پھر اللہ سے التجا کی جاتی ہے کہ وہ ابھی دنیا میں فیصلہ کر دے، اور باطل کو نیست و نابود کر دے۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (سورة آل عمران: 61

پھر جو شخص تجھ سے اس کے بارے میں جھگڑا کرے، اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آ چکا تو کہہ دے آؤ! ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیں اور اپنی عورتوں اور تمہارے عورتوں کو بھی اور اپنے آپ کو اور

تمہیں بھی، پھر گڑگڑا کر دعا کریں، سو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ان کے سامنے تلاوت کی تو انھوں نے مباہلہ کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ دل سے سمجھتے تھے کہ محمد ﷺ سچے نبی ہیں، مگر حق کا اعتراف کرنے پر تیار نہ ہوئے۔

○ عیسائی سیدنا عیسی علیہ السلام کو خدائی میں شریک خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (سورة آل عمران: 80_79

کسی بشر کا کبھی حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم اور نبوت دے، پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ اور لیکن رب والے بنو، اس لیے کہ تم کتاب سکھایا کرتے تھے اور اس لیے کہ تم پڑھا کرتے تھے۔ اور نہ یہ (حق ہے) کہ تمہیں حکم دے کہ فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لو، کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا، اس کے بعد کہ تم مسلم ہو۔

○ انجیل میں واضح طور پر موجود تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد ایک نبی کے آنے کی بشارت دی تھی اور عیسائی آج بھی اس کا انتظار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نبی کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور جس کا تم انتظار کر رہے ہو، وہ یہی محمد ﷺ ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء سے وعدہ لیا تھا کہ جب وہ نبی آئے گا، تو تمام انبیاء اپنی نبوت اور کتاب کو چھوڑ کر محمد ﷺ کی نبوت کو تسلیم کریں گے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (سورة آل عمران: 81

اور جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ میں کتاب و حکمت میں سے کچھ تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ انہوں نے

کہا ہم نے اقرار کیا۔فرمایا تو گواہ رہو اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں سے ہوں۔

○ آخر میں اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کر دیا۔

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ

(سورة آل عمران:85

اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔

اب اگر کوئی شخص اسلام کے علاوہ کوئی راستہ اختیار کرے گا تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا ، کیونکہ اب ہدایت کا مدار محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

❁❁❁❁❁❁

رائٹر
الشیخ عبدالرحمن عزیز
03084131740

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی 03086222418
حافظ عثمان بن خالد مرجالوی 03036604440
حافظ طلحہ بن خالد مرجالوی 03086222416